اِمام شافعیؒ اور مسئلۂ تدلیس

ماہنامہ 'محدث' نومبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں التحقیق والتنقیح في مسئلۃ التدلیس کے نام سے ایک مضمون شائع ہوا جس میں صاحبِ مضمون نے تدلیس کے حکم کے سلسلے میں امام شافعیؒ کے قول کو بعض دلائل کی بنا پر مرجوح قرار دیا۔ مدلس کی روایت کے قابل قبول ہونے کے بارے میں امام شافعی اور دیگر ائمہ حدیث کا اختلاف ہے اور یہ مسئلہ اس لیے خاص اہمیت کا حامل ہے کہ ان دو موقفوں میں سے کسی ایک کے ماننے پر اکثر روایات کے ردّ و قبول کا انحصار ہے۔ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ جو علوم حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں نے زیر نظر مقالہ میں سابقہ موقف پر تعاقب کیا ہے اور شائع شدہ مقالہ کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد، اپنے دلائل پیش کر کے امام شافعی کے موقف کو ہی اَرجح قرار دیا ہے۔ - (کامران طاہر)

روایتِ حدیث میں تدلیس یعنی تدلیس فی الاسناد کے بارے میں محدثین کرام کا مشہور مسلک و مذہب یہ ہے کہ جس راوی سے سند میں تدلیس کرنا ثابت ہو تو اُس کی عَنوالی روایت ضعیف ہوتی ہے، مثلاً شیخ اِرشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

"اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ قتادہؒ مدلس ہے جیسا کہ آئندہ اس کی تفصیل آرہی ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ مدلس کا عنعنہ موجبِ ضعف ہے۔ لہٰذا اس کی سند کو صحیح کہنا محل نظر ہے۔"

(توضیح الکلام: ۱/ ۱۳۰، دوسرا نسخہ ص ۱۳۷)

مولانا اثری حفظہ اللہ نے مزید فرمایا: " اور یہ طے شدہ اُصول ہے کہ مدلس کی معنعن روایت قبول نہیں۔ " (توضیح الکلام: ۲/ ۷۶۵، دوسرا نسخہ ۱۰۳۰)

محترم اثری صاحب نے کئی مدلس راویوں کی مُعنعن (عن والی) روایات پر جرح کی اور ان روایات کو غیر صحیح قرار دیا۔ مثلاً:

1 ابوالزبیر المکی (توضیح الکلام: ۲/ ۵۵۸، دوسرا نسخہ ص ۸۸۹)

2 قتادہ بن دعامہ (توضیح الکلام: ۲/ ۲۸۳، دوسرا نسخہ ص ۶۸۸)

3 سلیمان بن مہران اعمش (توضیح الکلام: ۲/ ۶۵۷، دوسرا نسخہ ص ۱۰۳۰)

4 ابراہیم بن یزید نخعی (توضیح الکلام: ۲/ ۷۵۸۔۷۵۹، دوسرا نسخہ ص ۱۰۲۶)

5 محمد بن عجلان (توضیح الکلام: ۲/ ۳۳۱، دوسرا نسخہ ص ۷۲۵)

ان میں سے ابراہیم نخعی اور سلیمان اعمش دونوں حافظ ابن حجر عسقلانی کی طبقاتی تقسیم کے مطابق طبقۂ ثانیہ میں سے تھے۔ دیکھئے: الفتح المبین (۲/۳۵، ۲/۵۵)

یاد رہے کہ حافظ ابن حجر کی یہ طبقاتی تقسیم صحیح نہیں ہے اور نہ اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ نیز دیکھئے: ماہنامہ 'الحدیث' حضرو: ۶۷ ص ۲۱۔۲۳

تدلیس کے بارے میں مفصل تحقیق کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات (۱/ ۲۵۱ تا ۲۹۰، ۳/ ۲۱۸ تا ۲۲۳، ۶۱۲ تا ۶۱۴)

ہمارا موقف یہ ہے کہ مدلس راوی کثیر التدلیس ہو یا قلیل التدلیس، ساری زندگی میں اُس نے صرف ایک دفعہ تدلیس الاسناد کی ہو اور اُس کا اس سے رجوع و تخصیص ثابت نہ ہو یا معتبر محدثین کرام نے اسے مدلس قرار دیا ہو تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں ایسے مدلس کی غیر مصرح بالسماع اور معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے، اِلا یہ کہ اس کی معتبر متابعت، تخصیصِ روایت یا شاہد ثابت ہو۔ تخصیصِ روایت کا مطلب یہ ہے کہ بعض شیوخ سے مدلس کی معنعن روایت صحیح ہو یا اس کے بعض تلامذہ کی روایات سماع پر محمول ہوں۔

یہی وہ اُصول ہے جس پر اہلِ حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، دیوبندی، بریلوی اور دیگر لوگ فریقِ مخالف کی روایات پر جرح کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں، لیکن عصرِ حاضر میں بعض جدید علماء مثلاً حاتم الشریف العونی وغیرہ نے بعض شاذ اقوال لے کر کثیر التدلیس اور قلیل التدلیس کا شوشہ چھوڑ دیا ہے، جس سے اُنھوں نے اُصولِ حدیث کے اس مشہور اور اہم مسئلے کو لٹھ مار کر غرق کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے اس مضمون میں انھی بعض الناس کا ردّ پیشِ خدمت ہے:

1 امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ (متوفی ۲۰۴ھ) نے فرمایا:

" ومن عرفناه دلّس مرة فقد أبان لنا عورته في روايته "(الرسالۃ:۱۰۳۳)

"جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہو گیا کہ اُس نے ایک دفعہ تدلیس کی ہے تو اُس نے اپنی پوشیدہ بات ہمارے سامنے ظاہر کر دی۔"

اس کے بعد امام شافعیؒ نے فرمایا:

"فقلنا: لا نقبل من مدلّس حديثًا حتى يقول فيه: حدثني أو سمعت"

"پس ہم نے کہا: ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے، حتیٰ کہ وہ حدثني یاسمعت کہے۔"

(الرسالۃ: ۱۰۳۵)

امام شافعی کے بیان کردہ اس اُصول سے معلوم ہوا کہ جس راوی سے ساری زندگی میں ایک دفعہ تدلیس کرنا ثابت ہو جائے تو اُس کی عن والی روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

ابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) نے لکھا ہے:

"ولم يعتبر الشافعي أن يتكرر التدليس من الراوي ولا أن يغلب على حديثه، بل اعتبر ثبوت تدليسه ولو بمرة واحدة" (شرح علل الترمذی: ۱/ ۳۵۳ طبع: دار الملاح للطبع والنشر)

"اور شافعی نے اس کا اعتبار نہیں کیا کہ راوی بار بار تدلیس کرے اور نہ اُنھوں نے اس کا اعتبار کیا ہے کہ اس کی روایات پر تدلیس غالب ہو، بلکہ اُنھوں نے راوی سے ثبوتِ تدلیس کا اعتبار کیا ہے اور اگرچہ (ساری زندگی میں) صرف ایک مرتبہ ہی ہو۔"

امام شافعیؒ اس اُصول میں اکیلے نہیں بلکہ جمہور علما ان کے ساتھ ہیں، لہٰذا زرکشی کا "وهو نص غريب لم يحكمه الجمهور" (النکت، ص ۱۸۸) کہنا غلط ہے۔

اگر کوئی شخص اس پر بضد ہے کہ اس منہج اور اُصول میں امام شافعیؒ اکیلے تھے یا جمہور کے خلاف تھے!! تو وہ درج ذیل اقتباسات پر ٹھنڈے دل سے غور کرے:

2 امام ابو قدید عبید اللہ بن فضالہ النسائی (ثقہ مامون) سے روایت ہے کہ (امام) اسحق بن راہویہ نے فرمایا: میں نے احمد بن حنبل کی طرف لکھ کر بھیجا اور درخواست کی کہ وہ میری ضرورت کے مطابق (امام) شافعی کی کتابوں میں سے (کچھ) بھیجیں تو اُنھوں نے

میرے پاس کتاب الرسالہ بھیجی۔ (کتاب الجرح والتعدیل: ۷/ ۲۰۴ وسندہ صحیح، تاریخ دمشق لابن عساکر: ۵۴/ ۲۹۱۔۲۹۲، نیز دیکھئے مناقب الشافعی للبیہقی: ۱/ ۲۳۴ وسندہ صحیح)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبلؒ کتاب الرسالہ سے راضی (متفق) تھے اور تدلیس کے اس مسئلے میں اُن کی طرف سے امام شافعی پر رد ثابت نہیں، لہٰذا اُن کے نزدیک بھی مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہے، چاہے قلیل التدلیس ہو یا کثیر التدلیس۔ امام ابو زرعہ الرازیؒ نے کہا: احمد بن حنبل نے شافعی کی کتابوں میں نظر فرمائی تھی یعنی اُنھیں بغور پڑھا تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل: ۷/ ۲۰۴ وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل نے اپنے شاگرد عبدالملک بن عبدالحمید میمونی سے کہا: "أنظر في كتاب الرسالة فإنه من أحسن كتبه" (تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۴/ ۲۹۱ وسندہ صحیح)

"کتاب الرسالہ دیکھو! کیونکہ یہ اُن کی سب سے اچھی کتابوں میں سے ہے۔"

تنبیہ: اس تصریح کے مقابلے میں امام احمد کا قول: "مجھے معلوم نہیں۔" سوالاتِ ابی داود، ص ۱۹۹ (محدث ص ۴۳) سے پیش کرنا بے فائدہ اور مرجوح ہے۔

مسائل الامام احمد (روایۃ ابی داود ص ۳۲۲) سے استدلال کرتے ہوئے ایک شخص نے لکھا ہے: " مگر اس کے باوجود امام احمدؒ نے ہشیم کے عنعنہ پر توقف بھی کیا ہے۔" (محدث، ص ۴۲)

عرض ہے کہ اگر امام ہشیم (جنھیں تدلیس کرنے میں مزہ آتا تھا) کا عنعنہ مضر نہیں تھا تو اُن کی عَن والی روایت میں توقف کرنے کا کیا مطلب تھا؟ کسی روایت میں توقف کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ روایت قابلِ حجت نہیں ہے۔ کیا کسی صحیح حدیث کے بارے میں بھی صحیح کہنے سے توقف کیا جا سکتا ہے؟!

علمائے کرام جب کسی روایت کو مدلس کے عنعنے کی وجہ سے ضعیف کہتے ہیں تو اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ راوی مدلس ہے اور روایتِ مذکورہ میں سماع ثابت نہیں ہے۔ جب سماع ثابت ہو جائے تو فوراً رجوع کیا جاتا ہے اور روایت کو بغیر کسی توقف کے صحیح تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

فائدہ:

امام اسحق بن راہویہ نے کہا کہ (امام) احمد بن حنبل نے کتاب الرسالہ کے بارے

میں فرمایا:”ھذا کتاب أعجب به عبد الرحمٰن بن مهدي “

”یہ کتاب عبدالرحمن بن مہدی کو پسند تھی۔“ (الطیوریات: ۲/ ۶۱۷ ح ۶۸۱ وسندہ صحیح)

3 امام اسحق بن راہویہؒ کے پاس امام شافعی کی کتاب 'الرسالہ' پہنچی، لیکن انھوں نے تدلیس کے اس مسئلے پر کوئی رد نہیں فرمایا، جیسا کہ کسی روایت سے ثابت نہیں ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ تدلیس کے مسئلے میں امام شافعیؒ کے موافق تھے۔

4 امام اسماعیل بن یحییٰ مزنیؒ نے فرمایا: ”کتبتُ کتاب الرسالة منذ زیادة علی أربعین سنة وأنا أقرأه وأنظر فیه ویقرأ عليّ فما من مرة قرأت أو قُرِيء عليّ إلا استفدت منه شیئًا لم أکن أحسنه“ (مقدمۃ الرسالہ، ص ۷۳ روایۃ ابن الاکفانی: ۵۴ وسندہ حسن، تاریخ دمشق: ۲۹۲/۵۴، مناقب الشافعی للبیہقی: ۱/ ۲۳۶ بحوالہ مناقب الآبری العاصمی)

”میں نے چالیس سال سے زیادہ عرصہ پہلے کتاب الرسالہ (نقل کرکے) لکھی اور میں اسے پڑھتا ہوں، اس میں (غور و فکر کے ساتھ) دیکھتا ہوں اور میرے سامنے پڑھی جاتی ہے، پھر ہر بار پڑھنے یا پڑھے جانے سے مجھے ایسا فائدہ ملتا ہے جسے میں پہلے اچھی طرح نہیں سمجھتا تھا۔“

چالیس سال پڑھنے پڑھانے کے باوجود امام مزنی کو تدلیس کے مذکورہ مسئلے کا غلط ہونا معلوم نہیں ہوا جیسا کہ کسی صحیح روایت میں اُن سے ثابت نہیں، لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ وہ بھی ایک مرتبہ تدلیس کرنے والے راوی کی معنعن روایت کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

5 امام شافعی کی کتاب الرسالہ میں تدلیس والے مذکورہ قول کو مشہور محدث بیہقی نے نقل کرکے کوئی جرح نہیں کی بلکہ خاموشی کے ذریعے سے تائید فرمائی۔ (معرفۃ السنن والآثار: ۶۱/۱)

معلوم ہوا کہ امام بیہقی کا بھی یہی مسلک ہے۔

محمد بن عبداللہ بن بہادر الزرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) نے کہا: ” وقد حکم البهقي بعدم قبول قول من دلّس مرة“ إلخ ”جو شخص ایک دفعہ تدلیس کرے تو اس کے بارے میں بیہقی نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کی روایت (معنعن) غیر مقبول ہے۔“ (النکت علیٰ مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۹۱)

6 خطیب بغدادی نے امام شافعی کے قولِ مذکور کو روایت کیا اور کوئی ردّ نہیں کیا۔

(دیکھئے: الکفایہ فی علم الروایہ، ص ۲۹۲)

بلکہ تدلیس کے بارے میں: ''الغالب علی حدیثہ لم تقبل روایاتہ'' والا قول نقل کر کے خطیب نے فرمایا:

''وقال آخرون: خبر المدلس لا يقبل إلا أن يورده على وجه مبين غير محتمل لإيهام فإن أورده علىٰ ذلك قُبل،وهذا هو الصحيح عندنا''

''اور دوسروں نے کہا: مدلس کی خبر (روایت) مقبول نہیں ہوتی اِلا یہ کہ وہ وہم کے احتمال کے بغیر صریح طور پر تصریح بالسماع کے ساتھ بیان کرے، اگر وہ ایسا کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور ہمارے نزدیک یہی بات صحیح ہے۔'' (الکفایہ ص ۳۶۱)

7 حافظ ابن الصلاح شہر زوری شافعی (متوفی ۶۴۳ھ) نے کہا:

'' والحكم بأنه لا يقبل من المدلّس حتى يبين، قد أجراه الشافعي رضي الله عنه فيمن عرفناه دلّس مرة۔ والله أعلم ''

''اور حکم (فیصلہ) یہ ہے کہ مدلس کی روایت تصریحِ سماع کے بغیر قبول نہ کی جائے، اسے شافعیؒ نے اس شخص کے بارے میں جاری فرمایا ہے جس نے ہماری معلومات کے مطابق صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہے۔ واللہ اعلم'' (مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح، ص ۹۹، دوسرا نسخہ، ص ۱۶۱)

معلوم ہوا کہ امام شافعی کی طرح ابن الصلاح بھی ایک دفعہ تدلیس کرنے والے مدلس کی معنعن روایت کو صحتِ حدیث کے منافی سمجھتے تھے۔ ابن الصلاح کے اس قول کو اصولِ حدیث کی بعد والی کتابوں میں بھی نقل کیا گیا ہے اور تردید نہیں کی گئی، لہٰذا اسے جمہور کی تلقی بالقبول حاصل ہے۔

8 علامہ یحییٰ بن شرف النووی (متوفی ۶۷۷ھ) نے مدلس کے بارے میں فرمایا:

''فما رواه بلفظ محتمل لم يبين فيه السماع فمرسل۔۔۔وهذا الحكم جار فيمن دلّس مرة '' (التقریب للنووي فی أصول الحدیث، ص ۹ نوع ۱۲، مع تدریب الراوی للسیوطی: ۱/ ۲۲۹، ۲۳۰، دوسرا نسخہ ص ۲۰۱)

''پس وہ (مدلس راوی) ایسے لفظ سے روایت بیان کرے جس میں احتمال ہو، سماع کی تصریح

نہ ہو تو وہ مرسل (یعنی غیر مقبول ضعیف) ہے۔۔۔ اور یہ حکم اس کے بارے میں جاری ہے جو (صرف) ایک دفعہ تدلیس کرے۔"

معلوم ہوا کہ امام شافعی کی طرح نووی بھی مدلس کی عن والی روایت کو ضعیف و مردود سمجھتے تھے، چاہے اُس نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ ہی تدلیس کی ہو۔

9 مشہور صوفی حافظ سراج الدین عمر بن علی بن احمد الانصاری: ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) نے ابن الصلاح کا قول: "**والحکم بأنه لا يقبل من المدلّس حتى يبين،أجراه الشافعي فيمن عرفناه دلّس مرة**" نقل کیا اور کوئی رد نہیں کیا، لہٰذا یہ ان کی طرف سے امام شافعی اور ابن الصلاح دونوں کی موافقت ہے۔ (دیکھئے المقنع فی علوم الحدیث: ۱۵۸/۱، تحقیق عبداللہ بن یوسف الجدیع)

10 مشہور ثقہ محدث و مفسر حافظ ابن کثیر دمشقیؒ (متوفی ۷۷۴ھ) نے تدلیس کے بارے میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور کوئی جرح یا مخالفت نہیں کی۔ دیکھئے: اختصار علوم الحدیث: ۱/ ۱۷۴، نوع ۱۲

11 حافظ ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی اثریؒ (متوفی ۸۰۶ھ) نے فرمایا:

"**والشافعي أثبته بمرة**" "اور شافعی نے (تدلیس کو) اس کے لئے ثابت قرار دیا ہے جو ایک دفعہ (تدلیس) کرے۔" (الفیۃ العراقی مع تعلیقات شیخ محمد رفیق اثری، ص ۳۲ شعر ۱۶۰)

معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں عراقی بھی امام شافعی کے موافق تھے۔

12 مشہور صوفی سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) نے عراقی کے قول "أثبته بمرة" کی تشریح میں کہا:

"**وبيان ذلک أنه بثبوت تدليسه مرة صار ذلک هو الظاهر من حاله في معنعناته كما إنه ثبوت اللقاء مرة صار الظاهر من حاله السماع،وكذا من عرف بالكذب في حديث واحد صار الكذب هو الظاهر من حاله وسقط العمل بجميع حديثه مع جواز كو نه صادقًا في بعضه**" (فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: ۱/ ۱۹۳)

"اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اس کی ایک دفعہ تدلیس کے ثبوت سے اُس کی (تمام) معنعن روایات میں اس کا ظاہر حال یہی بن گیا (کہ وہ مدلس ہے) جیسا کہ ایک دفعہ ملاقات کے

ثبوت سے (غیر مدلس کا) ظاہر حال یہ ہوتا ہے کہ اُس نے (اپنے استاد سے) سنا ہے، اور اسی طرح اگر کسی آدمی کا (صرف) ایک حدیث میں جھوٹ معلوم ہو جائے تو اس کا ظاہر حال یہی بن جاتا ہے (کہ وہ جھوٹا ہے) اور اس کی تمام احادیث پر عمل ساقط ہو جاتا ہے، اس جواز کے ساتھ کہ وہ اپنی بعض روایات میں سچا ہو سکتا ہے۔"

دو اہم دلیلیں بیان کر کے سخاوی نے امام شافعی کی تائید کر دی اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو مدلس کی عن والی روایت نہیں مانتے، چاہے اُس نے ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہو۔

13 زکریا بن محمد الانصاری (متوفی ۹۲۶ھ) نے بھی عراقی کے مذکورہ قول (دیکھئے فقرہ: ۱۱) کو نقل کر کے اس کی دلیل بیان کی اور کوئی مخالفت نہیں کی۔ (دیکھئے فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی، تحقیق حافظ ثناء اللہ الزاہدی ص ۱۶۹، ۱۷۰)

معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں وہ بھی امام شافعیؒ سے متفق تھے۔

14 جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی امام شافعی کا قول نقل کر کے کوئی مخالفت نہیں کی لہٰذا یہ ان کی طرف سے تائید ہے۔ دیکھئے تدریب الراوی (۱/ ۲۳۰)

بلکہ سیوطی نے " ولو بمرة وضح" کہہ کر تدلیس کو صراحتاً جرح قرار دیا ہے۔ دیکھئے: الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث، ص ۳۱، بتحقیق احمد محمد شاکر

15- حافظ ابن حبان بستی (متوفی ۳۵۴ھ) نے فرمایا:

"الجنس الثالث: الثقات المدلسون الذين كانوا يدلسون في الأخبار مثل قتادة ويحيٰى بن أبي كثير والأعمش و أبو إسحٰق وابن جريج وابن إسحٰق والثوري وهشيم ومن أشبههم ممن يكثر عددهم من الأئمة المرضيين وأهل الورع في الدين كانوا يكتبون عن الكل ويروون عمن سمعوا منه فربما دلّسوا عن الشيخ بعد سماعهم عنه عن أقوام ضعفاء لايجوز الإحتجاج بأخبارهم، فما لم يقل المدلّس وإن كان ثقة: حدثني أو سمعت فلا يجوز الاحتجاج بخبره، وهذا أصلُ أبي عبد الله محمد بن إدريس الشافعي ـ رحمه الله ـ ومن تبعه من شيوخنا"

(کتاب المجروحین: ۱/ ۹۲، دوسرا نسخہ: ۱/ ۸۶)

"تیسری قسم: وہ ثقہ مدلسین جو روایات میں تدلیس کرتے تھے مثلاً قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش، ابواسحق، ابن جریج، ابن اسحق، ثوری، ہشیم اور جو اُن کے مشابہ تھے جن کی تعداد زیادہ ہے، وہ پسندیدہ اماموں اور دین میں پرہیزگاروں میں سے تھے۔ وہ سب سے (روایات) لکھتے اور جن سے سنتے تو اُن سے روایتیں بھی بیان کرتے تھے۔ بعض اوقات وہ شیخ یعنی اُستاذ سے سننے کے بعد ضعیف لوگوں سے سنی ہوئی روایات اس (شیخ) سے بطورِ تدلیس بیان کرتے تھے، ان کی (معنعن) روایات سے استدلال جائز نہیں ہے۔ پس جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہو حدثنی یا سمعتُ نہ کہے (یعنی سماع کی تصریح نہ کرے) تو اس کی روایت سے اِستدلال جائز نہیں ہے اور یہ ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ کی اصل (یعنی اُصول) ہے اور ہمارے اساتذہ نے اس میں اُن کی اتباع (یعنی موافقت) کی ہے۔

اس عظیم الشان بیان میں حافظ ابن حبان نے تدلیس کے مسئلے میں امام شافعی کی مکمل موافقت فرمائی بلکہ منہج المتقدمین کے نام سے کثیر التدلیس اور قلیل التدلیسکی عجیب و غریب، شاذ اور نا قابلِ عمل اصطلاحات کے رواج کے ذریعے سے مسئلہ تدلیس کو بے کار کرنے والوں کے شبہات کا خاتمہ کر دیا ہے۔

حافظ ابن حبان نے دوسری جگہ فرمایا:

"وأما المدلّسون الذين هم ثقات وعدول فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري والأعمش وأبي إسحٰق وأضرابهم من الأئمة المتقين(المُتقنين) وأهل الورع في الدين لأنا متى قبلنا خبر مدلّس لم يبين السماع فيه۔ وإن كان ثقة لزمنا قبول المقاطيع والمراسيل كلها لأنه لا يدري لعل هذا المدلس دلّس هذا الخبر عن ضعيف يهي؟؟؟ الخبر بذكره إذا عرف، اللهم إلا أن يكون المدلّس يعلم أنه مادلّس قط إلا عن ثقة فإذا كان كذلک قبلت روايته وإن لم يبين السماع وهذا ليس في الدنيا إلا سفيان بن عيينة وحده فإنه كان يدلّس ولا يدلّس إلا عن ثقة متقن ولا يكاد يوجد لسفيان بن عيينة خبر دلّس فيه إلا وجد ذلک الخبر بعينه قد بيّن سماعه عن ثقة مثل نفسه والحكم

في قبول روايته لهذه العلة ۔ و إن لم يبين السماع فيها ۔ كالحكم في رواية ابن عباس إذا روٰی عن النبي ﷺ ما لم يسمع منه " (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱/ ۱۶۱، دوسرا نسخہ: ۱/ ۹۰)

"اور مگر وہ مدلسین جو ثقہ اور عادل ہیں تو ہم ان کی بیان کردہ روایات میں سے صرف ان روایات سے ہی استدلال کرتے ہیں جن میں اُنھوں نے سماع کی تصریح کی ہے، مثلاً ثوری، اعمش، ابو اسحق اور ان جیسے دوسرے ائمہ متقین (ائمہ متقنین) اور دین میں پرہیز گاری والے امام۔ کیونکہ اگر ہم مدلس کی وہ روایت قبول کریں جس میں اُس نے سماع کی تصریح نہیں کی، اگرچہ وہ ثقہ تھا، تو ہم پر یہ لازم آتا ہے کہ ہم تمام منقطع اور مرسل روایات قبول کریں۔ کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس مدلس نے اس روایت میں ضعیف سے تدلیس کی ہو، اگر اس کے بارے میں معلوم ہوتا تو روایت ضعیف ہو جاتی، سوائے اس کے کہ اللہ جانتا ہے۔ اگر مدلس کے بارے ہیں یہ معلوم ہو کہ اس نے صرف ثقہ سے ہی تدلیس کی ہے، پھر اگر اس طرح ہے تو اس کی روایت مقبول ہے اور اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ کرے، اور یہ بات (ساری) دنیا میں سوائے سفیان بن عیینہ اکیلے کے کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تدلیس کرتے تھے اور صرف ثقہ متقن سے ہی تدلیس کرتے تھے۔ سفیان بن عیینہ کی ایسی کوئی روایت نہیں پائی جاتی جس میں اُنھوں نے تدلیس کی ہو مگر اسی روایت میں اُنھوں نے اپنے جیسے ثقہ سے تصریح سماع کر دی تھی۔ اس وجہ سے ان کی روایت کے مقبول ہونے کا حکم اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ کریں اسی طرح ہے جیسے ابن عباسؓ اگر نبی ﷺ سے ایسی روایت بیان کریں جو اُنھوں نے آپ سے سنی نہیں تھی، کا حکم ہے۔"

اس حوالے میں بھی حافظ ابن حبان نے مدلس راوی کی اس روایت کو غیر مقبول قرار دیا ہے جس میں سماع کی تصریح نہ ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کی معناً تائید فرمائی ہے۔

حافظ ابن حبانؒ کے اس بیان سے درج ذیل اہم نکات واضح ہیں:

1 جس راوی کا مدلس ہونا ثابت ہو، اس کی عدمِ تصریحِ سماع والی روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔

2 امام شافعی کا بیان کردہ اُصول صحیح ہے۔

3 امام شافعی اپنے اُصول میں منفرد نہیں بلکہ ابن حبان اور اُن کے شیوخ (نیز [عبدالرحمن بن مہدی] احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ، مزنی، بیہقی اور خطیب بغدادی وغیرہم جیسا کہ

ہمارے اس مضمون سے ثابت ہے) نے امام شافعی کی تائید فرمائی ہے۔

4 کثیر اور قلیل تدلیس میں فرق کرنے والا منہج صحیح نہیں بلکہ مرجوح ہے۔

5 اگر مدلس کی عن والی روایت مقبول ہے تو پھر منقطع اور مرسل روایات کیوں غیر مقبول ہیں؟

6 مدلسین مثلاً امام سفیان ثوریؒ وغیرہ کی معنعن اور سماع کی صراحت کے بغیر والی روایات غیر مقبول ہیں، اگرچہ بعض متاخر علمانے اُنھیں طبقہ ثانیہ یا طبقۂ اُولیٰ میں ذکر کر رکھا ہو۔

7 حافظ ابن حبان کے نزدیک امام سفیان بن عیینہ صرف ثقہ سے ہی تدلیس کرتے تھے۔

ہمیں اس آخری شق سے دو دلیلوں کے ساتھ اختلاف ہے:

۱) بعض اوقات سفیان بن عیینہؒ غیر ثقہ سے بھی تدلیس کر لیتے تھے۔ مثلاً دیکھئے تاریخ یحییٰ بن معین (روایۃ الدوري: ۹۷۹) کتاب الجرح والتعدیل (۷/ ۱۹۱) اور میری کتاب توضیح الاحکام (ج ۲ ص ۱۴۹) لہٰذا یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قاعدہ اَغلبیہ ہے۔

۲) امام سفیان بن عیینہؒ بعض اوقات ثقہ مدلس (مثلاً ابن جریج) سے بھی تدلیس کرتے تھے۔ دیکھئے الکفایہ (ص ۳۵۹، ۳۶۰ وسندہ صحیح) اور توضیح الاحکام (ج ۲ ص ۱۴۸)

میں نے یہ کہیں بھی نہیں پڑھا کہ سفیان بن عیینہ ثقہ مدلس راویوں سے بطورِ تدلیس صرف وہی روایات بیان کرتے تھے جن میں اُنھوں نے سفیان کے سامنے سماع کی تصریح کر رکھی ہوتی تھی، لہٰذا کیا بعید ہے کہ ثقہ مدلس نے ایک روایت تدلیس کرتے ہوئے بیان کی ہو اور سفیان بن عیینہ نے اس ثقہ مدلس کو سند سے گرا کر روایت بیان کر دی ہو، لہٰذا اس وجہ سے بھی ان کی معنعن روایت ناقابلِ اعتماد ہے۔ واللہ اعلم

16 حسین بن عبداللہ طیبی (متوفی ۷۴۳ھ) نے اپنے اُصولِ حدیث والے رسالے میں امام شافعیؒ کے اصول کو درج فرمایا ہے اور کوئی تردید نہیں کی، لہٰذا اس مسئلے میں وہ بھی شافعی سے متفق تھے۔ دیکھئے الخلاصۃ فی اصول الحدیث (ص ۷۲ تحقیق صبحی سامرائی)

17 ابو بکر صیرفی (متوفی ۳۳۰ھ) نے (کتاب الرسالہ کی شرح) کتاب الدلائل والاعلام میں فرمایا: ''**کل من ظهر تدليسه عن غير الثقات لم يقبل خبره حتی يقول: حدثني أو سمعت**'' ہر وہ شخص جس کی تدلیس غیر ثقہ راویوں سے ظاہر ہو

جائے تو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی، اِلا یہ کہ وہ حدثنی یا سمعتکھے یعنی سماع کی تصریح کرے۔(النکت علیٰ مقدمۃ ابن الصلاح از امام زرکشی ص ۱۸۴)

تنبیہ: چونکہ کتاب الدلائل والاعلام میرے پاس موجود نہیں اور نہ مجھے اس کے وجود کا کوئی علم ہے، لہٰذا یہ حوالہ مجبوراً زرکشی سے لیا ہے اور دوسرے کئی علماء نے بھی صیرفی سے اس حوالے کو نقل کیا ہے (مثلاً دیکھئے شرح الفیۃ العراقی بالتبصرۃ والتذکرۃ: ۱/ ۱۸۳۔ ۱۸۴) نیز یہ کہ کتاب سے روایت جائز ہے اِلا یہ کہ اصل کتاب میں ہی طعن ثابت ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ضعیف راوی سے ایک دفعہ بھی تدلیس کرنے والے ثقہ راوی کے بارے میں صیرفی کا یہ موقف تھا کہ اس کی صرف وہی روایت مقبول ہوتی ہے جس میں سماع کی تصریح ہو، لہٰذا امام شافعی کے اصول سے صیرفی بھی متفق تھے۔

18 حافظ ابن حجر عسقلانی نے تدلیس الاسناد کے بارے میں کہا:

"وحكم من ثبت عنه التدليس إذا كان عدلاً، أن لا يقبل منه إلا ما صرّح فيه بالتحديث على الأصح "

(نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، ص ٦٦، ومع شرح الملا علی القاری، ص ۴۱۹)

"صحیح ترین بات یہ ہے کہ جس راوی سے تدلیس ثابت ہو جائے، اگرچہ وہ عادل ہو تو اُس کی صرف وہی روایت مقبول ہوتی ہے جس میں وہ سماع کی تصریح کرے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ایک دفعہ تدلیس ثابت ہو جانے پر بھی حافظ ابن حجر مدلس کا عنعنہ صحت کے منافی سمجھتے تھے۔

حافظ ابن حجر نے اپنے نزدیک طبقۂ ثانیہ کے ایک مدلس اعمش کے بارے میں کہا:

"کیونکہ کسی سند کے راویوں کا ثقہ ہونا صحیح ہونے کو لازم نہیں ہے، چونکہ اعمش مدلس ہیں اور اُنھوں نے عطا سے (اس حدیث میں) اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا ہے۔" (التلخیص الحبیر: ۳/ ۱۹ ح ۱۱۸۱، السلسلۃ الصحیحۃ: ۱/ ۱۶۵ ح ۱۰۴)

19 محمد بن اسماعیل یمانی (متوفی ۱۱۸۲ھ) نے بھی حافظ ابن حجر کے مذکورہ قول (فقرہ: ۱۸) کو بطورِ جزم اور بغیر کسی تردید کے نقل کیا ہے۔ دیکھئے: اِسبال المطر علیٰ قصب السکر بتحقیق الشیخ محمد رفیق الاثری ص ۱۱۶، ۱۱۷

20 شیخ الاسلام سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی (متوفی ۸۰۵ھ) نے مقدمہ ابن الصلاح کی شرح میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور کوئی تردید نہیں کی، لہٰذا یہ ان کی طرف سے اصولِ مذکور کی موافقت ہے۔ دیکھئے: محاسن الاصطلاح: ص ۲۳۵، تحقیق عائشہ عبدالرحمن بنت شاتی

21 برہان الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب الابناسی (متوفی ۸۰۲ھ) نے بھی امام شافعی کے مذکورہ اُصول کو نقل کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی، لہٰذا یہ ان کی طرف سے اصولِ مذکور کی تائید ہے۔ دیکھئے: الشذي الفیاح: ۱/ ۱۷۷ ان کے علاوہ اور بھی کئی حوالے ہیں، مثلاً دیکھئے: النکت علیٰ ابن الصلاح لابن حجر: ۲/ ۶۳۴ وغیرہ

........☆......☆........

1- اُصولِ حدیث کے اس بنیادی مسئلے کے خلاف عرب ممالک میں حاتم شریف العونی، ناصر بن حمد الفہد اور عبداللہ بن عبدالرحمن سعد وغیرہم نے منہج المتقدمین (والمتاخرین) کے نام سے ایک نیا اُصول متعارف کرانے کی کوشش شروع کر دی ہے اور وہ یہ ہے کہ مدلسین کی دو قسمیں ہیں:

1 کثیر التدلیس مثلاً بقیہ بن الولید، حجاج بن ارطاۃ اور ابو جناب کلبی وغیرہم

2 قلیل التدلیس مثلاً قتادہ، اعمش، ہشیم، ثوری، ابن جریج اور ولید بن مسلم وغیرہم، دیکھئے: منہج المتقدمین فی التدلیس لناصر بن حمد الفہد، ص ۱۵۵، ۱۵۶

ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ قلیل التدلیس راوی کی صرف وہی روایت ضعیف ہوتی ہے جس میں اُس کا تدلیس کرنا ثابت ہو، ورنہ صحیح اور مقبول ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے منہج کی تائید میں درج ذیل دلیل پیش کرتے ہیں:

"یعقوب بن شیبہ نے کہا: میں نے علی بن مدینی سے پوچھا: جو شخص تدلیس کرتا ہے، کیا وہ حدثنا نہ کہے تو حجت ہوتا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا: "إذا كان الغالب عليه التدليس فلا حتى يقول: حدثنا" اگر اس پر تدلیس غالب ہو تو جب تک حدثنا نہ کہے حجت نہیں ہوتا۔" (الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح، منہج المتقدمین ص ۲۳ مقدمہ بقلم شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن سعد)

گذشتہ محدث میں اس قول کا حوالہ بھی درج کریں۔؟؟؟

عرض ہے کہ یہ قول آٹھ (۸) وجوہ سے مرجوح اور ناقابلِ حجت ہے:

1 یہ جمہور کے خلاف یعنی شاذ ہے جیسا کہ ہم نے بیس سے زیادہ علمائے کرام کے حوالوں سے ثابت کر دیا ہے اور باقی حوالے آگے آرہے ہیں۔ اِن شاء اللہ

یاد رہے کہ اس قول یعنی الغالب علیہ التدلیس کو جمہور کا موقف قرار دینا غلط ہے۔

2 اس قول کے راوی خطیب بغدادی نے روایت کے باوجود خود اس قول کی عملاً مخالفت کی۔ دیکھئے یہی مضمون، فقرہ نمبر ۶

3 محدثین متقدمین مثلاً تیسری صدی ہجری تک تدلیس کرنے والے عام راویوں کے بارے میں محدثین کرام سے قلیل التدلیس اور کثیر التدلیس کی صراحتیں ثابت نہیں ہیں۔

4 یہ مفہومِ مخالف ہے اور نصِ صریح کے مقابلے میں مفہومِ مخالف حجت نہیں ہوتا۔

5 یہ قول منسوخ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خود امام ابن مدینی نے سفیان ثوری کے بارے میں فرمایا:

"والناس یحتاجون في حدیث سفیان إلی یحیٰی القطان لحال الإخبار یعنی عليّ أن سفیان کان یدلس وأن یحیٰی القطان کان یوقفه علی ما سمع مما لم یسمع" (الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)

"لوگ سفیان کی حدیث میں یحییٰ القطان کے محتاج ہیں، کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔ علی بن المدینی کا خیال ہے کہ سفیان تدلیس کرتے تھے اور یحییٰ القطان ان کی صرف مصرح بالسماع روایتیں ہی بیان کرتے تھے۔"

یاد رہے کہ منہج المتقدمین والے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو کثیر التدلیس نہیں سمجھتے بلکہ بہت سے علما اُنھیں قلیل التدلیس سمجھتے ہیں، لہٰذا اگر سفیان ثوری کی عن والی اور غیر مصرح بالسماع روایتیں (جن میں صراحتاً تدلیس ثابت نہیں ہے) صحیح و مقبول ہوتیں تو پھر لوگ ان کی روایات میں امام یحییٰ بن سعید القطان کے محتاج کیوں تھے؟

جب قلیل التدلیس راوی کی معنعن روایت میں سماع کی تصریح ضروری نہیں تو پھر یہاں لوگوں کا محتاج ہو کر یحییٰ القطان کی طرف رجوع کرنا ناقابلِ فہم ہے۔

یہاں پر بطورِ فائدہ عرض ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا:

''ما کتبت عن سفیان شیئًا إلا ما قال: حدثني أو حدثنا إلا حدیثین۔۔۔''

''میں نے سفیان (ثوری) سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں وہ حدثنی یا حدثنا کہتے تھے، سوائے دو حدیثوں کے۔'' (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد: ۱/ ۲۰۷ ت ۱۱۳۰، وسندہ صحیح) [یاد رہے کہ ان دو روایتوں کو یحییٰ القطان نے بیان کر دیا تھا]

معلوم ہوا کہ یحییٰ القطان اس جدید منہج المتقدمین کے قائل نہیں تھے بلکہ اپنے استاذ امام سفیان ثوری کے عنعنے اور عدمِ تصریحِ سماع کو صحت کے لئے منافی سمجھتے تھے، ورنہ اتنی تکلیف کی ضرورت کیا تھی؟

6 ابن مدینی کے اس قول کو نہ اہلِ حدیث نے قبول کیا ہے (مثلاً شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے ابوالزبیر، قتادہ، اعمش، ابراہیم نخعی اور محمد بن عجلان وغیرہم کی روایات پر تدلیس کی وجہ سے جرح کی ہے) اور نہ حنفیہ، شافعیہ، دیوبندیہ، بریلویہ اور دیگر لوگ اسے تسلیم کرتے ہیں، مثلاً سرفراز خان صفدر دیوبندی اور احمد رضا خان بریلوی وغیرہم نے کئی مدلس یا تدلیس کی طرف منسوب راویوں کی روایات پر تدلیس کی جرح کی ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ نیز دیکھئے میری کتاب: 'علمی مقالات': ۳/ ۲۲۱، ۶۱۲

عام کتبِ اُصولِ حدیث میں بھی اس قول کو بطورِ حجت نقل نہیں کیا گیا بلکہ اس سے اِغماض اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قول غلط اور مرجوح ہے۔

7 کون کثیر التدلیس تھا اور کون قلیل التدلیس تھا، اس مسئلے کو متقدمین سے ثابت کرنا اور عام مسلمانوں کو اس پر متفق کرنے کی کوشش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

8 اختلافی مسائل کی کتابوں اور مناظراتِ علمیہ میں یہ اُصول غیر مقبول ہے بلکہ اس کے برعکس ثابت ہے۔

2۔ امام یحییٰ بن معینؒ نے مدلس راوی کے بارے میں فرمایا: **''لا یکون حجة فیما دلّس''** ''وہ جس میں تدلیس کرے تو حجت نہیں ہوتا۔'' (الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)

اس قول کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جو روایت عن سے بیان کرے تو حجت نہیں ہوتا۔

فی الحال اس مطلب کی تائید میں چار حوالے پیشِ خدمت ہیں:

1 امام ابو نعیم الفضل بن دکین کوفی (متوفی ۲۱۸ھ) نے سفیان ثوری کے بارے میں فرمایا: "إذا دلّس عنه يقول: قال عمرو بن مرة "اور جب آپ اُن (عمرو بن مرہ) سے تدلیس کرتے تو فرماتے: " عمرو بن مرہ نے کہا۔"

(تاریخ ابو زرعہ دمشقی: ۱۱۹۳، وسندہ صحیح، 'علمی مقالات': ج ۱ص ۲۸۷)

معلوم ہوا کہ امام ابو نعیم غیر مصرح بالسماع روایت کو مدلس کہتے تھے۔

2 طحاوی نے کہا: اور اس حدیث کو زہری نے عروہ سے نہیں سنا، اُنھوں نے تو اس کے ساتھ تدلیس کی ہے۔ (شرح معانی الآثار: ۱/ ۲۷، علمی مقالات: ۱/ ۲۸۸)

یہاں زہری کی عن عروہ والی روایت کو 'دلس بہ' قرار دیا گیا ہے۔

3 محمد بن اسحق بن یسار امام المغازی نے ایک حدیث امام زہریؒ سے "فذکر" کہہ کر سماع کی تصریح کے بغیر بیان کی تو امام ابن خزیمہ نے "إن صح الخبر" کی صراحت کے ساتھ روایت کی صحت میں شک کیا اور فرمایا: "أنا استثنيت صحة هذا الخبر لأني خائف أن يكون محمد بن إسحٰق لم يسمع من محمد بن مسلم وإنما دلّسه عنه" "میں نے اس روایت کی صحت کا استثنا اس لئے کیا کہ مجھے ڈر ہے کہ محمد بن اسحق نے محمد بن مسلم (الزہری) سے (اس روایت کو) نہیں سنا اور اُنھوں نے تو اس میں تدلیس کی ہے۔" (صحیح ابن خزیمہ: ۱/ ۷۱ ح ۱۳۷)

اس قول میں عدمِ تصریحِ سماع والی روایت پر تدلیس کا اطلاق کیا گیا ہے۔

4 جریر بن حازم نے ابن ابی نجیح سے ایک روایت عن کے ساتھ بیان کی تو بیہقی نے فرمایا:

" وهذا إسناد صحيح إلا أنهم يرون أن جرير بن حازم أخذه من محمد بن إسحٰق ثم دلسه فإنه بيّن فيه سماع جرير من ابن أبي نجيح صار الحديث صحيحًا۔ والله أعلم "

"اور یہ سند (بظاہر) صحیح ہے اِلا یہ کہ وہ لوگ (علمائ) سمجھتے ہیں کہ جریر نے اسے محمد بن اسحق سے لیا اور پھر اس میں تدلیس کر دی (یعنی بطورِ عن بیان کر دیا) پس اگر اس میں جریر کا ابن

ابی نجیح سے سماع واضح ہو جائے تو حدیث صحیح ہو جائے گی۔ واللہ اعلم"

(السنن الکبریٰ: ۵/ ۲۳۰، کتاب الحج باب جواز الذکر والا نثی فی الھدایا)

متعدد علماء نے مدلس کی عن والی روایت کو "ضعیف لتدلیس۔۔۔" کہہ کر ضعیف قرار دیا ہے، مثلاً سنن ابن ماجہ (۴۲۵۳) کی ایک روایت: "الولید بن مسلم عن ابن ثوبان عن أبیہ عن مکحول عن جبیر بن نفیر عن عبداللہ بن عمرو عن النبي ﷺ" کے بارے میں بوصیری نے کہا:

"ھذا إسناد ضعیف،فیه الولید بن مسلم وھو مدلس وقد عنعنه وکذلک مکحول الدمشقي ۔۔۔"

(زوائد سنن ابن ماجہ، ص ۵۵۳ ح ۱۴۴۹)

"یہ سند ضعیف ہے، اس میں ولید بن مسلم مدلس ہیں اور انھوں نے عن سے روایت کی ہے، اور اسی طرح مکحول الدمشقی (مدلس ہیں اور اُنھوں نے عن سے روایت کی ہے)۔۔۔"

روایتِ مذکورہ میں ولید بن مسلم کا خاص طور پر تدلیس کرنا ثابت نہیں، بلکہ اُن کے عن کی وجہ سے ہی بوصیری نے اسے تدلیس قرار دیا ہے، حالانکہ وہ اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ ایک جماعت نے اُن کی متابعت کی ہے، جیسا کہ بوصیری کے بقیہ کلام سے بھی ظاہر ہے۔ امام مکحول کا مدلس ہونا ثابت نہیں، کجا یہ کہ وہ کثیر التدلیس ہوں اور خاص اس روایت میں ان کا تدلیس کرنا بھی ثابت نہیں، لہٰذا بوصیری کا اس روایت کو مکحول کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ مدلس کی عن والی روایت کو علماتدلیس قرار دیتے ہیں اور یہ شرط نہیں لگاتے کہ اگر کسی خاص روایت میں مدلس نے صراحت کے ساتھ تدلیس کی ہو گی تو اسے تدلیس قرار دیں گے، ورنہ نہیں! ثابت ہوا کہ عنعنہ کو دلسہ قرار دینا بالکل صحیح ہے۔

3- منہاج المتقدمین کے موقف کا حاملین کا یہ کہنا:

" مدلس کی 'عن' والی ہر روایت صحیح ہوتی ہے اِلا یہ کہ کسی خاص روایت میں تصریح ثابت ہو جائے کہ یہ روایت اُس نے اپنے اُستاد سے نہیں سنی تھی، تو صرف یہ روایت ضعیف ہو گی۔" حوالہ محدث، سابقہ ؟؟؟

اُصولِ حدیث کی رُو سے غلط ہے، ورنہ مدلس اور غیر مدلس کی عن والی روایات میں فرق

ہی باقی نہیں رہتا۔ اگر ثقہ غیر مدلس راوی کی کسی خاص روایت میں یہ ثابت ہو جائے کہ انھوں نے اس روایت کو اپنے استاد سے نہیں سنا تھا تو معلول ہونے کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

فائدہ: سنن ابن ماجہ کی روایتِ مذکورہ میں امام مکحول پر تدلیس کا اعتراض غلط ہے اور عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے، لہٰذا یہ روایت حسن لذاتہ ہے اور اس کے شواہد بھی ہیں۔ والحمدللہ!

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ دلس کا لفظ غیر مصرح بالسماع روایت بیان کرنے پر بھی بولا جا سکتا ہے، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ امام ابن معین کے مذکورہ قول کا وہی مفہوم لیا جائے جو جمہور محدثین و علما کی تحقیق کے مطابق ہے۔

4- یعقوب بن سفیان الفارسیؒ کے قول: "**وحديث سفيان وأبي إسحٰق والأعمش ما لم يعلم أنه مدلس يقوم مقام الحجة**" "اور سفیان، ابو اسحٰق اور اعمش کی حدیث، جب معلوم نہ ہو کہ اس میں تدلیس کی گئی ہے تو حجت کے مقام پر قائم یعنی حجت ہے۔" کا بھی یہی مطلب ہے جو امام ابن معینؒ کے قول کا بیان کیا گیا ہے۔

یہ کیسے معلوم ہو گا کہ سفیان ثوری، ابو اسحٰق سبیعی اور اعمش نے فلاں حدیث میں تدلیس کی ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب آسان ہے کہ اگر ان کے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے تو قطعی فیصلہ ہو گیا کہ انھوں نے تدلیس نہیں کی اور اگر تصریح ثابت نہ ہو تو پھر اس بات کا قوی خوف اور ڈر ہے کہ ہو سکتا ہے انھوں نے اس روایت میں تدلیس کی ہو، کسی غیر ثقہ سے روایتِ مذکورہ کو سن کر اسے گرا دیا ہو جیسا کہ سفیان ثوری نے ایک حدیث اپنے نزدیک غیر ثقہ سے سنی تھی جس نے اسے عاصم سے بیان کیا تھا، پھر اسی روایت کو ثوری نے بغیر تصریح سماع کے عاصم سے بیان کر دیا تو اُن کے شاگرد ابو عاصم نے کہا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں ۔۔۔۔ سے تدلیس کی ہے۔ دیکھئے: سنن الدارقطنی: ۳/ ۲۰۱ ح ۳۴۲۳ اور علمی مقالات: ۱/ ۲۵۲، ۲۵۳

4 منہج المتقدمین کے شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن السعد حفظہ اللہ نے امام شافعی کے اصولِ تدلیس کو ' کلام نظری' کہہ کر یہ عجیب وغریب دعویٰ کیا:

''بلکہ ہو سکتا ہے کہ شافعی نے اس (أصول) پر خود عمل نہیں کیا، کیونکہ انھوں نے اپنی کتابوں میں بعض جگہ ابن جریج کی معنعن روایات سے حجت پکڑی اور شافعی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ابن جریج نے یہ روایات اپنے اَساتذہ سے سنی ہیں۔ دیکھئے: کتاب الرسالہ: ۴۹۸، ۸۹۰، ۹۰۳اور برائے ابوالزبیر الرسالہ: ۴۹۸، ۸۸۹

عرض ہے کہ یہ کلام کئی وجہ سے باطل ہے:

- امام شافعی کا ''إسنادہ صحیح'' وغیرہ کہنے کے بغیر مجرد روایت بیان کرنا حجت پکڑنا نہیں ہے۔
- یہ ضروری نہیں ہے کہ مدلس کے سماع کی تصریح خود امام شافعی سے صراحتاً ثابت ہو بلکہ دوسری کتاب میں اس کی صراحت کافی ہے جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے مدلسین کی مرویات کے بارے میں علمائے کرام کا عمل جاری وساری ہے۔
- روایاتِ مذکورہ کی تفصیل درج ذیل ہے:
- الرسالۃ: ۴۹۸اس میں سماع کی تصریح کتاب الام (۱/ ۸۴) میں موجود ہے۔ دیکھئے: الرسالہ کا حاشیہ ص۱۷۸نمبر ۹
- الرسالۃ: ۸۹۰ ابن جریج کی عطا سے روایت قوی ہوتی ہے، لہٰذا سماع کی یہاں ضرورت نہیں، دوسرے یہ کہ یہ سیدنا جبیر بن مطعمؓ کی بیان کردہ صحیح حدیث السنن الصغریٰ للنسائی ۱/ ۲۸۴ح ۵۸۶ ترقیم تعلیقاتِ سلفیہ کی تائید میں ہے۔
- الرسالۃ: ۹۰۳ روایتِ مذکورہ موقوف ہے اور اس میں ابن جریج کے ابن ابی ملیکہ سے سماع کی تصریح اخبار مکہ للفاکہی (ج۱ص۲۵۷ح۴۹۶وسندہ حسن لذاتہ) میں موجود ہے۔
- الرسالۃ: ۴۹۸ابوالزبیر کے سماع کی تصریح سنن النسائی (۱/ ۲۸۴ح۵۸۶) میں موجود ہے۔
- الرسالۃ: ۸۸۹اس میں ابوالزبیر کے سماع کی تصریح سنن النسائی (۵۸۶) میں موجود ہے۔

☼ ایک شخص نے کتاب الرسالۃ کے فقرہ: ۱۲۲۰، کا حوالہ (محدث: ص۳۶) بھی امام شافعی کے اُصول کے خلاف بطورِ رد پیش کیا ہے، حالانکہ اسی حوالے میں 'أخبرہ' کے ساتھ سماع کی تصریح موجود ہے۔ثابت ہوا کہ شیخ عبداللہ السعد کا امام شافعی پر معارضہ پیش کرنا باطل ہے۔

5۔ منہج المتقدمین کے نام سے بعض جدید علما نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ثقہ مدلس کی غیر مصرح بالسماع (عن والی) ہر روایت صحیح و مقبول ہوتی ہے، اِلا یہ کہ کسی خاص روایت میں صراحتاً تدلیس ثابت ہو تو وہ ضعیف ہو جاتی ہے!!

اس مرجوح اور غلط منہج کی تردید کے لئے ہمارے ذکر کردہ اکیس (۲۱) حوالے کافی ہیں، تاہم مزید حوالے بھی پیشِ خدمت ہیں:

22 امام بخاریؒ نے قتادہ عن ابی نضرہ والی ایک روایت کے بارے میں فرمایا:

''ولم يذكر قتادة سماعًا من أبي نضرة في هذا'' (جزء القراءۃ: ۱۰۴) ''اور قتادہ نے ابونضرہ سے اس روایت میں اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا۔'' معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک مدلس کا سماع کی تصریح نہ کرنا صحتِ حدیث کے منافی ہے۔

23 أعمش عن حبیب بن أبي ثابت عن عطاء بن أبي رباح عن (ابن) عمر والی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے امام ابن خزیمہ نے فرمایا: دوسری بات یہ ہے کہ اعمش مدلس ہیں، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا۔الخ

(کتاب التوحید ص۳۸، علمی مقالات: ۳/ ۲۲۰)

24 اِمام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) نے فرمایا: میں قتادہ کے منہ کو دیکھتا رہتا، جب آپ کہتے: میں نے سنا ہے یا فلاں نے ہمیں حدیث بیان کی، تو میں اسے یاد کرلیتا اور جب آپ کہتے: فلاں نے حدیث بیان کی، تو میں اسے چھوڑ دیتا تھا۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۶۹، وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام شعبہ بھی مدلس کی عدمِ تصریحِ سماع والی روایت کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔نیز دیکھئے علمی مقالات (ج۱ص۲۶۱۔۲۶۲)

25 حافظ ابن عبدالبر نے کہا: اور انھوں (محدثین) نے فرمایا: اعمش کی تدلیس (یعنی عن والی روایت) غیر مقبول ہے، کیونکہ انھیں جب (معنعن روایت کے بارے) پوچھا جاتا تو

غیر ثقہ کا حوالہ دیتے تھے۔ الخ (التمہید: ۱/ ۳۰، علمی مقالات: ۱/ ۲۷۰)

ابن عبدالبر سے اس کے علاوہ تاسف والا ایک گول مول قول بھی موجود ہے۔ (دیکھئے: التمہید: ۱۹/ ۲۸۷) لیکن وہ قول جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مرجوح ہے۔

26 محمد بن فضیل بن غزوان (متوفی ۱۹۵ھ) نے کہا: مغیرہ (بن مقسم) تدلیس کرتے تھے، پس ہم اُن سے صرف وہی روایت لکھتے جس میں وہ حدثنا ابراہیم کہتے تھے۔ (مسند علی بن الجعد: ۱/ ۴۳۰ ح ۶۶۳ وسندہ حسن، دوسرا نسخہ: ۶۴۴، علمی مقالات ج ۱ ص ۲۸۷)

معلوم ہوا کہ محمد بن فضیل بھی مدلس کی وہ روایت، جس میں سماع کی تصریح نہ ہو ضعیف و مردود سمجھتے تھے۔

27 ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ) نے کہا: "ومعنعن الأعمش عرضة لتبين الانقطاع فإنه مدلس" اور اعمش کی معنعن (عن والی) روایت انقطاع بیان کرنے کا نشانہ اور ہدف ہے، کیونکہ وہ مدلس ہیں۔ (بیان الوہم والایہام: ۲/ ۴۳۵ ح ۴۴۱)

اگر مدلس کی عن والی روایت مطلقاً صحیح ہوتی ہے تو پھر انقطاع کے ہدف اور نشانہ ہونے کا کیا مطلب؟!

28 زہری عن عروہ والی ایک روایت کے بارے میں امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا:

" الزهري لم يسمع من عروة هذا الحديث فلعله دلّسه " (علل الحدیث: ۱/ ۳۲۴ ح ۹۶۸)

"زہری نے عروہ سے یہ حدیث نہیں سنی، لہٰذا ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس میں تدلیس کی ہو۔"

29 اِمام یحییٰ بن سعید القطان بھی مدلس کی تصریحِ سماع نہ ہونے کو صحتِ حدیث کے منافی سمجھتے تھے، جیسا کہ اُن کے عمل سے ثابت ہے، مثلاً دیکھئے یہی مضمون (فقرہ: ۲۱) ابن المدینی رحمہ اللہ کے قول کا رد نمبر ۴۔

30 ابن الترکمانی حنفی نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا:

"اس میں تین علتیں (وجہِ ضعف) ہیں: ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔۔۔" (الجوہر النقی: ۸/ ۲۶۲، الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۱۷)

معلوم ہوا کہ ابن الترکمانی کے نزدیک بھی ہر روایت میں مدلس راوی کے سماع کی تصریح کا ثبوت ضروری ہے اور مطلقاً عدمِ تصریحِ سماع والی روایت معلول یعنی ضعیف ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں، مثلاً عینی حنفی نے کہا: اور سفیان (ثوری) مدلسین میں سے تھے اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اُس کی تصریحِ سماع دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔ (عمدۃ القاری: ۳/ ۱۱۲، الحدیث حضرو: ۶۶ ص ۲۷، عدد ۶۷ ص ۱۶)

اب عصرِ حاضر کے بعض اہلِ حدیث علماء کے دس حوالے پیشِ خدمت ہیں:

13 مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک طبقۂ ثالثہ و طبقۂ ثانیہ کے مدلسین کی معنعن اور غیر مصرح بالسماع روایات کو غیر صحیح اور ضعیف قرار دیا ہے، جیسا کہ اس مضمون کے بالکل شروع میں باحوالہ بیان کر دیا گیا ہے۔

32 مولانا محمد داود ارشد صاحب نے امام سفیان ثوری کو مدلس قرار دینے کے بعد لکھا:

"جب یہ بات متحقق ہو گئی کہ سفیان ثوری مدلس ہیں، تو اب سنیے کہ زیر بحث احادیث میں امام سفیان ثوری نے تحدیث کی صراحت نہیں کی بلکہ معنعن مروی ہے، اور مدلس راوی کی روایت سماع کی صراحت کے بغیر ضعیف ہوتی ہے۔" الخ (حدیث اور اہلِ تقلید: ۱/ ۲۲۳)

33 ذہبیٔ عصر حقاً شیخ عبدالرحمن بن یحییٰ المعلمی الیمانی المکی رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی ایک معنعن روایت کو معلول قرار دیتے ہوئے پہلی علت یہ بیان کی کہ سفیان تدلیس کرتے تھے اور کسی سند میں اُن کے سماع کی تصریح نہیں ہے۔ دیکھئے: (التنکیل بما في تانیب الکوثري من الاباطیل: ۲/ ۲۰) اور الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۱۸)

34 محترم مبشر احمد ربانی صاحب نے اعمش کی ایک روایت پر دوسری جرح درج ذیل الفاظ میں لکھی:

" اعمش مدلس ہیں اور ضعفاء و مجاہیل سے تدلیس کر جاتے ہیں اور اس روایت میں انھوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔" (احکام و مسائل کتاب و سنت کی روشنی میں: ۱/ ۱۷۶، طبع اوّل ۲۰۰۸ء) نیز دیکھئے: (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/ ۵۳، ۳/ ۵۷۔ ۵۸)

معلوم ہوا کہ ربانی صاحب کے نزدیک مدلس کی معنعن روایت (غیر صحیحین میں) ضعیف

ہوتی ہے اور اس سلسلے میں اُن سے رابطہ کر کے مزید معلومات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

35 مولانا عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ نے سیدنا بلالؓ کی طرف منسوب جرابوں پر مسح والی ایک روایت کو ضعیف قرار دیا اور فرمایا: **"في سنده الأول الأعمش وهو مدلس ورواه عن الحكم بالعنعنة ولم يذكر سماعه منه ۔۔۔"**

اس کی پہلی سند میں اعمش ہیں اور وہ مدلس ہیں، انھوں نے اسے حکم (بن عتیبہ) سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے اور اُن سے سماع کا ذکر نہیں کیا۔ الخ (تحفۃ الاحوذي: ۱/ ۱۰۱ تحت ح ۹۹ باب فی المسح علی الجوربین والنعلین)

36 حافظ ابن حجر کی طبقات المدلسین کے نزدیک طبقۂ ثانیہ کے مدلس یحییٰ بن ابی کثیر کے بارے میں سعودی عرب کے مشہور شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ نے فرمایا:

"و يحيى مدلس و المدلس إذا لم يصرح بالسماع لم يحتج به إلا ما كان فى الصحيحين "

(مجموع فتاویٰ ابن باز: ۲۶/ ۲۳۶ بحوالہ مکتبہ شاملہ)

"اور یحییٰ مدلس ہیں اور مدلس اگر سماع کی تصریح نہ کرے تو اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی اِلا یہ کہ جو کچھ صحیحین میں ہے/ تو وہ حجت ہے۔"

نیز دیکھئے حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب کی کتاب: (آحکام ومسائل: ج ۱ ص ۲۴۶، ۲۴۷)

37 مولانا محمد یحییٰ گوندلویؒ نے مدلس کی عن والی روایت کے بارے میں عام اُصول بیان فرمایا کہ "مدلس کی معنعن روایت ناقابل قبول ہے۔" (ضعیف اور موضوع روایات ص ۶۸، کتاب الایمان سے تھوڑا پہلے، دوسرا نسخہ ص ۶۶)

گوندلوی صاحب نے سفیان ثوری کی تدلیس (عنعنے) کو روایت کی علت (وجہ ضعف) قرار دیا ہے۔ دیکھئے: (صحیح سنن الترمذی مترجم: ۱/ ۱۹۲)

اور فرمایا: "اس روایت کے ضعف کی وجہ سفیان ثوری کی تدلیس ہے۔ سفیان مدلس ہیں اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو قابل حجت نہیں اور مذکورہ روایت بھی عن سے ہے، جس وجہ سے اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا۔" (صحیح سنن الترمذی: ۱/ ۱۹۳)

گوندلوی صاحب نے اپنی ایک سابقہ بات سے رجوع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"راقم نے خیر البراہین میں لکھا تھا کہ سفیان کی تدلیس مضر نہیں مگر (صح وفی الاصل : بگر) بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ مضر ہے۔" (ضعیف اور موضوع روایات، ص۲۵۹ کا حاشیہ، طبع ثانی، ستمبر ۲۰۰۶ئ)

38 ملک عبدالعزیز مناظر ملتانی رحمہ اللہ ([سابق] مہتمم مدرسہ عربیہ دارالحدیث محمدیہ ملتان) نے قتادہ کی ایک روایت کے بارے میں فرمایا: " قتادہ چونکہ مدلس اور عنعن سے روایت کرتا ہے، ایسی حدیث قابلِ حجت نہیں ہوتی۔"

(فیصلہ رفع الیدین، تبرید العینین فی اثبات رفع الیدین ص ۳۴، استیصال التقلید و دیگر رسائل ص ۹۰)

39 مولانا محمد ابو القاسم سیف بن محمد سعید البنار سیٹھیؒ نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا:

"۔۔۔خود معلوم اور قابل حجت و تسلیم نہیں، کیونکہ اس کا ایک راوی سفیان ثوری مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے۔۔۔" الخ (تذکرۃ المناظرین از قلم محمد مقتدی اثری عمری، ص ۳۳۵)

04 حافظ ابن حجر کے نزدیک طبقۂ ثانیہ کے مدلس زکریا بن ابی زائدہ کے بارے میں مولانا خواجہ محمد قاسمؒ نے لکھا ہے: "گذارش ہے کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ والی سند میں زکریا بن ابی زائدہ مدلس ہے جو عن سے روایت کرتا ہے۔" (حدیث اور غیر اہلِ حدیث بجواب حدیث اور اہلحدیث، ص ۷۲)

منہج المتقدمین والے نہ تو امام شافعی رحمہ اللہ کے بیان کردہ اُصول کو مانتے ہیں اور نہ حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم پر یقین رکھتے ہیں، لہٰذا عرض ہے کہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ (سابق) مہتمم جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

" اس حدیث کی سند میں امام قتادہ ہیں۔ جو تیسرے طبقے کے مدلسین سے ہیں۔ اور وہ عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ یعنی یہ نہیں کہتے کہ میں نے یہ حدیث سنی۔ اور ایسی حدیث حجت نہیں ہوتی۔" الخ (خیر الکلام ص ۱۵۹، دوسرا نسخہ ص ۱۲۳)

نیز دیکھئے: (توضیح الکلام: ۲/ ۲۹۵، دوسرا نسخہ ص ۷۰۰ بلفظ مختلف)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں اور عصرِ حاضر میں مسلک حق کا دفاع کرنے والے مناظرین مثلاً مولانا مبشر احمد ربانی، محترم مولانا محمد داؤد ارشد، محترم مولانا ابو الاسجد محمد صدیق رضا اور محترم حافظ عمر صدیق حفظہ اللہ وغیرہم اسی منہج پر قائم ہیں کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم

کے علاوہ دوسری کتابوں میں مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اور یہی مفتٰی بہ قول ہے اور اسی پر عمل ہے۔

ان چالیس حوالوں کے بعد بریلویوں اور دیوبندیوں کے دس حوالے پیشِ خدمت ہیں:

41 احمد رضا خان بریلوی نے عبداللہ بن ابی نجیح المکی المفسر (طبقہ ثالثہ عند ابن حجر) کی ایک روایت کے بارے میں لکھا ہے: " اس کا مدار ابن ابی نجیح پر ہے وہ مدلس تھا اور یہاں روایت میں عنعنہ کیا اور عنعنۂ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے۔" (فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات: ۵/ ۲۴۵)

شریک القاضی (طبقہ ثانیہ عند ابن حجر) پر بھی احمد رضا خان نے تدلیس والی جرح بطورِ رضامندی نقل کی ہے۔ دیکھئے: (فتاویٰ رضویہ: ۲۴/ ۲۳۹)

42 بریلویوں کے مناظر محمد عباس رضوی بریلوی رضا خانی نے سفیان ثوری کی ایک روایت کے بارے میں لکھا ہے:

" یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاءاللہ بیان ہوگا۔"

(مناظرے ہی مناظرے، ص۲۴۹)

عباس رضوی نے سلیمان الاعمش کی ایک معنعن روایت کے بارے میں کہا:

" اس روایت میں ایک راوی امام اعمش ہیں جو کہ اگرچہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن: سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔"

(واللہ آپ زندہ ہیں، ص ۳۵۱)

43 غلام مصطفی نوری بریلوی نے سعید بن ابی عروبہ (طبقہ ثانیہ عند ابن حجر) کی روایت کے بارے میں لکھا ہے:

" لیکن اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہیں جو کہ ثقہ ہیں لیکن مدلس ہیں اور یہ روایت بھی انہوں نے قتادہ سے لفظ عن کے ساتھ کی ہے اور جب مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی۔"

(ترکِ رفع یدین، ص ۴۲۵ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے، فیصل آباد)

44 محمد شریف کوٹلوی بریلوی نے سفیان ثوری کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا:

" اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے۔" (فقہ الفقیہ، ص ۱۳۴)

45 محمود احمد رضوی بریلوی نے کہا: " اور یہ بھی مسلم ہے کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو روایت متصل نہیں قرار پائے گی۔۔۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہو گی اور قابل حجت نہ رہے گی۔" (فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری، حصہ سوم ص ۴۰۶، دیکھئے: علمی مقالات: ۳/ ۶۱۳۔۶۱۴)

46 حسین احمد مدنی ٹانڈوی دیوبندی نے امام سفیان ثوری کی روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا:" اور سفیان تدلیس کرتا ہے۔" (تقریر ترمذی ص ۳۹۱ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

47 سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا:

" مُدلِّس راوی عَنْ سے روایت کرے تو وہ حجّت نہیں اِلّا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اسکا کوئی ثقہ متابع ہو مگر یہ یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔" (مقدمہ نووی ص ۱۸، فتح المغیث، ص ۷۷، تدریب الراوی ص ۱۴۴)(خزائن السنن: ۱/ ۱)

48 فقیر اللہ دیوبندی نے لکھا ہے:

" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "**حكم من ثبت عنه التدليس إذا كان عدلاً أن لا يقبل منه إلا ما صرح فيه بالتحديث على الأصح**"(نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، ص ۴۵)

"عادل راوی سے جب ایک مرتبہ تدلیس ثابت ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی وہی روایت مقبول کی جائے گی جس میں تحدیث کی تصریح ہو گی"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا بیان کردہ یہ حکم تمام علما اصول کے ہاں متفق علیہ ہے علامہ عراقیؒ، علامہ ابن عبد البرؒ کے مقدمہ تمہید سے مدلس کا یہی حکم نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "**فھذا ما لا اعلم فیه ایضًا خلافًا**"(التقیید والایضاح)

"اس حکم میں علماء اصول کا کوئی اختلاف میرے علم میں نہیں ہے۔"(خاتمۃ الکلام، ص ۴۷۶)

49 ایک غالی دیوبندی امداد اللہ انور تقلیدی نے ایک روایت کے بارے میں کہا:

" اس کی سند میں اعمش راوی مدلس ہیں۔ اس نے عنعن سے روایت کی ہے اور اس کا سماع

حکم سے ثابت ثابت نہیں ہے۔" (مستند نماز حنفی، ص ۳۵)

50 محمد الیاس فیصل دیوبندی نے لکھا ہے:

" اس کی سند میں اعمش راوی مدلّس ہے۔ اس نے عَنعَنَ سے روایت کی ہے اور اس کا سماع حکم سے ثابت نہیں ہے۔" (نمازِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۸۵)

ان حوالوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ جمہور محدثین کرام اور علمائے حق کے نزدیک مدلس راوی کی عن والی روایت (غیر صحیحین میں) حجت نہیں ہے، اور اسے 'سرتاسر حقیقت کے منافی' قرار دینا غلط ہے نیز اہلِ حق کے علاوہ دوسرے فرقوں سے بھی یہی اُصول و منہج ثابت ہے، لہٰذا منہج المتقدمین والوں کا بعض شاذ اقوال لے کر کثیر التدلیس اور قلیل التدلیس کا شوشہ چھوڑ کر مسئلہ تدلیس کا انکار باطل و مردود ہے۔

اس تحقیقی مضمون میں بیان کردہ پچاس حوالوں کے مذکورین کے نام علی الترتیب الہجائی درج ذیل ہیں:

- ابن الترکمانی حنفی
- ابن الصلاح
- ابن القطان الفاسی
- ابن الملقن
- ابن باز
- ابن حبان
- ابن حجر العسقلانی
- ابن خزیمہ
- ابن عبدالبر
- ابن کثیر
- ابناسی
- ابوالقاسم بنارسی
- ابو بکر الصیرفی
- ابو حاتم الرازی
- احمد بن حنبل
- احمد رضا خان بریلوی
- ارشاد الحق اثری
- اسحاق بن راہویہ
- اسماعیل بن یحییٰ المزنی
- امداد اللہ انور
- بخاری
- بلقینی
- بیہقی
- حسین احمد مدنی
- حسین الطیبی
- خطیب بغدادی
- خواجہ محمد قاسم
- داود ارشد
- زکریا الانصاری
- سخاوی
- سرفراز خان صفدر
- سیوطی
- شافعی
- شعبہ
- عباس رضوی
- عبدالرحمن بن مہدی
- عبدالرحمن مبارکپوری
- عبدالعزیز ملتانی
- عراقی

٭ غلام مصطفی نوری ٭ فقیر اللہ دیوبندی ٭ مبشر ربانی

٭ محمد الیاس فیصل ٭ محمد بن امیر الصنعانی

٭ محمد بن فضیل بن غزوان ٭ محمد شریف کوٹلوی ٭ محمد یحییٰ گوندلوی

٭ محمود احمد رضوی ٭ معلمی ٭ نووی

٭ یحییٰ القطان

٭ امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"وإنما كان تفقد من تفقد منهم سماع رواة الحديث ممن روى عنهم – إذا كان الراوي ممن عرف بالتدليس فى الحديث وشهر به فحينئذ يبحثون عن سماعه في روايته و يتفقدون ذلک منه، كي تنزاح عنهم علة التدليس"(مقدمہ صحیح مسلم، طبع دارالسلام، ص ۲۲ب)

"جس نے بھی راویانِ حدیث کا سماع تلاش کیا ہے تو اس نے اس وقت تلاش کیا ہے جب راوی حدیث میں تدلیس کے ساتھ معروف (معلوم) ہو اور اس کے ساتھ مشہور ہو تو اس وقت روایت میں اس کا سماع دیکھتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں تاکہ راویوں سے تدلیس کا ضعف دور ہو جائے۔"

اس عبارت کی تشریح میں ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے:

"وهذا يحتمل أن يريد به كثرة التدليس في حديثه ويحتمل أن يريد (به) ثبوت ذلک عنه وصحته فيكون كقول الشافعي"(شرح علل الترمذی: ۱/ ۳۵۴)

"اور اس میں احتمال ہے کہ اس سے حدیث میں کثرتِ تدلیس مراد ہو، اور (یہ بھی) احتمال ہے کہ اس سے تدلیس کا ثبوت مراد ہو، تو یہ شافعی رحمہ اللہ کے قول کی طرح ہے۔"

عرض ہے کہ اس سے دونوں مراد ہیں یعنی اگر راوی کثیر التدلیس ہو تو بھی اس کی معنعن روایت (اپنی شروط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے، اور اگر راوی سے (ایک دفعہ ہی) تدلیس ثابت ہو جائے تو پھر بھی اس کی معنعن روایت (اپنی شروط کے ساتھ) ضعیف ہوتی ہے۔

٭ بعض الناس نے الکفایہ (ص ۳۷۴، دوسرا نسخہ ۲/ ۴۰۹ رقم ۱۱۹۰) [محدث، ص۴۸] سے معنعن روایت کے بارے میں امام حمیدی کا ایک قول پیش کیا ہے۔

عرض ہے کہ اس عبارت میں تدلیس کا لفظ یا معنی موجود نہیں بلکہ عمرو بن دینار عن عبید بن عمیر میں یہ اشارہ ہے کہ اس سے غیر مدلس کی معنعن روایات مراد ہیں۔

۞ بطورِ لطیفہ عرض ہے کہ ہمارے علاقے میں ایک مشہور قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھا ہوا آری کے ساتھ اُسے کاٹ رہا تھا، جس حصے کو وہ کاٹ رہا تھا وہ درخت کی طرف تھا اور یہ خود دوسری طرف بیٹھا ہوا تھا، پھر نتیجہ کیا ہوا؟

دھڑام سے نیچے آ رہا اور ایسی 'پھکی' ملی کہ دن میں بھی تارے نظر آ گئے۔

بالکل یہی معاملہ اُس شخص کا ہے جو ایک طرف منہج المتقدمین کے نام سے تدلیس کے دو حصے (کثیر و قلیل) بنا کر مدلسین کی معنعن روایات کو صحیح سمجھتا ہے اور دوسری طرف اعمش وغیرہ مدلسین (جن کا کثیر التدلیس ہونا متقدمین سے صراحتاً ثابت نہیں) کی معنعن روایات کو ضعیف سمجھتا ہے۔ یہ شخص اگر نیچے نہ گرے تو کیا آسمان میں اُڑے گا؟!

آخر میں عرض ہے کہ تدلیس کے مسئلے میں دو باتوں کی تحقیق انتہائی ضروری ہے:

1 کیا راوی واقعی مدلس تھا یا نہیں؟ اگر مدلس نہیں تھا تو بری من التدلیس ہے، مثلاً ابو قلابہ الجرمی اور بخاری وغیرہما، لہٰذا اُن کی معنعن روایت (اپنی شروط کے ساتھ) مقبول ہے۔

2 اِرسالِ خفی اور ارسالِ جلی کی تحقیق کر کے مسئلہ واضح کر دیا جائے۔

کاش کہ اپنے قلم کو تناقضات کی وادیوں ہیں دوڑانے والے صحیح تحقیق کا راستہ اختیار کر کے اس طرف بھی اپنی توجہ مبذول فرمائیں۔

اِعلان

ماہنامہ 'محدث' میں مضامین و مراسلات بھیجنے والے حضرات آئندہ اس فون یا ای میل پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ کامران طاہر (معاون مدیر) فون: 4424736-0302

ای میل: mkamrantahir@gmail.com